پروفیسر محمد یوسف خان☆

فقہ واجتہاد

جدید الیکٹرانک میڈیا کا دینی مقاصد کے لیے استعمال اور اس کا شرعی جائزہ

تصویر کی تعریف

تصویر کسی حیوان کا ایسا نمونہ تیار کرنے کا نام ہے جو اس حیوان کی شکل واضح کردے، وہ نمونہ خواہ مجسم ہو یا مسطح، سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار (الموسوعة الفقهية:۱۲/۹۴،۹۳)

تخلیقِ خداوندی کی مشابہت پیدا کرنا اور اس کی نقالی کرنا تصویر کہلاتا ہے۔

"التصاوير جمع التصوير هو فعل الصورة والمراد به هنا ما يتصور مشبها بخلق الله من ذوات الروح مما يكون على حائط أوستر كما ذكره ابن المالك" (المرقاة لحل المشكوة ۸/۳۲۵)

یہ مشابہت اور نقالی عام ہے خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا نقش و رنگ کی صورت میں اور خواہ قلم سے اس کی نقاشی کی جائے یا پریس وغیرہ پر چھاپا جائے اور یا فوٹو وغیرہ کے ذریعہ عکس کو قائم کیا جائے، یہ سب تماثیل اور تصاویر کہلاتے ہیں۔ (جواہر الفقہ ۴/۶۲)

تصویر کی ممانعت پر دلالت کرنے والی احادیثِ مبارکہ

① عن عائشة قالت قدم رسول ﷺ من سفر وقد سترت بقرام لي فيها تماثيل فلما رآه رسول الله ﷺ هتكه وقال: «أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله على سهوة لی». [قالت عائشة: فقطعناه فجعلنا منه] وسادة أو وسادتين (صحیح بخاری ۵۹۵۴، صحیح مسلم:۲۱۰۷)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس آئے، میں نے ایک طاقِ

☆ استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور...... اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ شالیمار کالج، لاہور

الماری پر پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کی نقل اتارتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کو پھاڑا اور اس کے ایک یا دو گدے بنائے تھے۔''

② عن عائشة قالت قدم النبي ﷺ من سفر وعلّقت درنوكًا فيه تماثيل فأمرنى أن أنزعه فنزعته (صحیح بخاری:۵۹۵۵)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے ایک چھوٹا کپڑا (دیوار پر) لٹکایا ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو ہٹا دوں، سو میں نے ہٹا دیا۔''

حدیثِ مذکور میں بروایتِ صحیح مسلم پردہ پر 'گھوڑے کی تصاویر' ہونا مذکور ہیں۔ (رقم:۲۱۰۷)

③ عن ابن عباس عن أبي طلحة قال النبي ﷺ: لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير (صحیح بخاری:۵۹۴۹)

''حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابوطلحہؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصاویر ہوں۔''

تصویر کے متعلق ائمہ مجتہدین کی آرا

① ذی روح کی مجسم تصاویر کی حرمت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے بشرطیکہ اس کے اعضا مکمل ہوں اور اس کا کوئی ایسا عضو مفقود نہ ہو جس پر زندگی کا انحصار ہوتا ہے نیز وہ تصویر بہت چھوٹی نہ ہو اور وہ تصویر لعب البنات کے قبیل سے نہ ہو۔

② ذی روح کی غیر مجسم تصاویر کی حرمت پر ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا اتفاق ہے اور امام مالکؒ سے بھی ایک روایت جمہور کے موافق منقول ہے۔

③ دوسری روایت میں امام مالکؒ سے غیر مجسم تصاویر کا جواز بکراہتِ تنزیہی منقول ہے۔

بہت سے علماے مالکیہ نے اس روایت کو اختیار کیا ہے اور بعض نے بلا کراہت جائز کہا ہے۔ (درسِ ترمذی:۵/۳۴۷، احسن الفتاویٰ:۸/۴۲۵)

فالحاصل أن المنع من اتخاذ الصور مجمع عليه فيما بين الأئمة الأربعة

إذا كانت مجسدة، أما غير المجسدة منها فاتفق الأئمة الثلاثة علىٰ حرمتها أيضاً والمختار عن الأئمة المالكية كراهتها لكن ذهب المالكية الیٰ جوازها (تكملة فتح الملهم:٤/ ١٥٩، فتح الباري ١٠/ ٣٩١ وحاشية الدسوقي ٢/ ٣٣٨ وغيرها)

''خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک تصویر کشی بالاتفاق ناجائز ہے جبکہ وہ مجسم شے ہو۔ البتہ غیر مجسم شے کی تصویر کشی کی حرمت پر تین ائمہ فقہا تو متفق ہیں، اور مالکیہ کا مختار مسلک کراہت کا ہے لیکن بعض مالکیہ کے ہاں اس کا جواز بھی پایا جاتا ہے۔''

وكان أبوهريرة يكره التصاوير ما نصب منها وما بسط وكذلك مالك إلا أنه كان يكرهها تنزيها، ولا يراها محرمة (المغني لابن قدامة الحنبلي:٧/ ٦)

''حضرت ابو ہریرہ گاڑی اور لٹکائی ہوئی تصاویر کو ناپسند سمجھتے تھے، امام مالک بھی یہی موقف رکھتے تھے لیکن ان کی رائے میں یہ کراہت ِتنزیہی ہے، حرمت والی کراہت نہیں۔''

دلائل

امام مالک اس حدیث ان النبي ﷺ قال: «لا تدخل الملائكة بيتًا فيه صورة إلا رقماً في ثوبٍ» سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں ایسی تصویر کا استثنا کیا گیا ہے جو کسی کپڑے پر نقش ہو، اس سے معلوم ہوا کہ بے سایہ تصویر جائز ہے۔

جبکہ جمہور فقہا کی نہایت صریح دلیل حضرت عائشہؓ کا وہ واقعہ ہے جس میں آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے کمرے میں ایک پردہ لٹکا دیا تھا جس میں تصویریں نقش تھیں۔ جب آپ ﷺ کمرے میں داخل ہوئے اور آپؐ کی نظر اس پر پڑی تو رک گئے اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر فرمائی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم اس کو نہیں نکالو گی میں گھر میں داخل نہیں ہوں گا، کیونکہ اس پر تصویر ہے۔

اب اس حدیث ِمبارکہ کی روشنی میں إلا ماكان رقمًا في ثوبٍ والی حدیث میں لفظ رقم سے مراد ایسا نقش ہے جس میں کسی ذی روح کی تصویر نہ ہو، لیکن مالکیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے راوی قاسم بن محمد ہیں اور قاسم بن محمد خود اس بات کے قائل ہیں

کہ بے سایہ تصویر جائز ہے۔اور حنفیہ کا اُصول ہے کہ جہاں کوئی راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف فتویٰ دے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ حدیث یا تو مؤول ہے یا منسوخ۔ (حسامی: ص۷۶) علاوہ ازیں تصویر کی حرمت پر بے شمار احادیث موجود ہیں اور سب مطلق ہیں۔

ناقص تصویر کا حکم

① سر کٹی تصویر اگرچہ ہاتھ پاؤں وغیرہ موجود ہوں تو باتفاقِ ائمہ جائز ہے۔

② سر تو باقی ہو، لیکن کوئی ایسا عضو کٹا ہو جس پر زندگی کا مدار ہوتا ہے، مثلاً پیٹ، سینہ وغیرہ تو ایسی تصویر میں علما کا اختلاف ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے اور شامی میں بھی یہی حکم مذکور ہے جبکہ شوافع کے راجح قول میں ناجائز ہے اور جواز کا قول مرجوح ہے۔

③ ایسا عضو کٹا ہو جس پر زندگی کا مدار نہ ہو مثلاً ہاتھ، پاؤں، ناک، کان تو ایسی تصویر بالاتفاق ناجائز ہے:

والحاصل أنه يحرم تصوير حيوان عاقل وغيره إذا كان كامل الأعضاء إذا كان يدوم إجماعًا وكذا إن لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر إليه إذا النظر المحرم حرام بخلاف ناقص عضو فيباح النظر إليه وغير ذي ظل كالمنقوش في حائط أو ورق فيكره إن كان غيرممتهن وإلا فخلاف الأولىٰ كالمنقوش في الفرش. أما تصوير غير الحيوان كشجرة وسفينة فجائز. قوله: بخلاف ناقص عضو مثله ما إذا كان مخروق البطن (الدسوقي:۲/ ۳۳۸)

''خلاصہ یہ کہ عاقل حیوان وغیرہ کی تصویر حرام ہے جب تصویر میں اس کے تمام اعضا مکمل ہوں۔ جب اس میں استقرار ودوام ہو تب تو ایسی تصویر بالاجماع حرام ہے، اور اگر اس میں دوام نہ ہو مثلاً تربوز کے چھلکے پر تصویر کشی تو راجح قول کے مطابق حرام ہے۔ اور ایسی تصویر کو دیکھنا بھی ناجائز ہے کیونکہ حرام شے کو دیکھنا بھی حرام ہوتا ہے۔ برخلاف ایسی تصویر کے جس کے اعضا ناقص رکٹے ہوں یا ایسی تصویر جو بغیر سائے کے ہو مثلاً دیوار یا کاغذ وغیرہ پر بنائی گئی تصویر تو اس کو دیکھنا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے بشرطیکہ وہ محل اہانت میں نہ ہو۔ اور اگر وہ محل اہانت میں ہو مثلاً فرش پر تصویر تو پھر اس کو دیکھنا جائز ہے۔ جہاں تک غیر جاندار کی تصویر کا

معاملہ ہے مثلاً درخت یا کشتی وغیرہ تو یہ جائز ہے۔ اور یہی حکم کٹے ہوئے اعضا کی تصویر ہے جبکہ اس کا پیٹ کٹا ہوا ہو۔''

وإن قطع منه ما لا يبقى الحيوان بعد ذهابه كصدره أو بطنه أو جعل لهٗ رأس منفصل عن بدنه لم يدخل تحت النهي لأن الصورة لا تبقى بعد ذهابه فهو كقطع الرأس. وإن كان الذاهب يبقى الحيوان بعده كالعين واليد والرجل فهو صورة داخلة تحت النهي

(المغني لابن قدامة الحنبلي:٧/ ٧)

''اگر تصویر سے ان اعضا کو کاٹ دیا جائے مثلاً سینہ، پیٹ جن کے کٹنے کے بعد زندگی باقی نہیں رہتی یا اس کے بدن کو سر سے جدا کر دیا جائے، تو اس وقت یہ تصویر ممانعت میں داخل نہ ہوگی کیونکہ سر کٹنے کی طرح ان کے کٹنے کے بعد بھی صورت باقی نہیں رہتی۔ البتہ اگر ایسا عضو کاٹا جائے جس کے بعد زندگی برقرار رہتی ہے مثلاً آنکھ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ تو ایسی تصویر ممانعت میں داخل ہے۔''

أو ممحوة عضو ألزم تعميم بعد تخصيص، وهل مثل ذلك ما لو كانت مشقوبة البطن مثلاً الظاهر أنه لوكان الثغب كبيرًا يظهر بہٖ نقصها فنعم، وإلا فلا وهذا مذهب الشافعي، اختلفوا فيما إذا كان المتطوع غير الرأس وقد بقي الرأس والراجح عندهم في هذه الحالة التحريم

(الشافي: ٤/ ١٨، زكريا:٢، الموسوعة الفقهية ١٢/ ١١٠)

''یا تصویر کا کوئی عضو مٹا ہو تو تخصیص کے بعد عموم لازم آئے گا۔ اور کیا جس کا پیٹ چاک ہوا ہو، اس کا بھی حکم ایسا ہی ہوگا؟ تو بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ اگر گھاؤ بڑا ہے جس سے شخصیت میں نقص واضح ہو رہا ہے تو اس صورت میں تصویر کا جواز ہے وگرنہ نہیں اور یہ امام شافعی کا قول ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ متطوع اگر بغیر سر کے ہو، اور سر باقی رہ گیا ہو۔ تو اس صورتحال میں راجح موقف حرمت کا ہی ہے۔''

کیمرہ کی تصویر

کیمرہ کی تصویر کے بارے میں اکثر فقہاے کرام تو یہ کہتے ہیں کہ آلے کے بدل جانے سے حکم نہیں بدلتا، یہ چیز پہلے ہاتھ سے بنائی جاتی تھی، اب مشین سے بننے لگی ہے، محض آلہ کی

تبدیلی سے کسی چیز کی حلت اور حرمت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر تصاویر ناجائز ہیں تو خواہ ہاتھ سے بنائی گئی ہوں یا مشین سے؛ دونوں ناجائز ہیں۔

البتہ مصر کے ایک عالم دین علامہ شیخ محمد بخیتؒ جو عرصۂ دراز تک مصر کے مفتی بھی رہے، بڑے عالم اور متقی تھے، محض ہوا پرست نہیں تھے۔ اُنہوں نے لکھا ہے کہ کیمرے سے لی جانی والی تصویر جائز ہے۔ دلیل میں فرمایا کہ حدیث میں جس تصویر کی ممانعت کی گئی ہے، اس کی علت 'مشابہت بہ خلق اللہ' ہے اور اللہ کی تخلیق سے مشابہت اسی وقت ہوسکتی ہے جب کوئی شخص اپنے تصور وتخیل سے اور اپنے ذہن سے ہاتھ کے ذریعے کوئی صورت بنائے۔ حالانکہ کیمرے کی تصویر میں تخیل کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے بلکہ کیمرے کی تصویر میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ایک مخلوق پہلے سے موجود ہے، اس مخلوق کا عکس لے کر محفوظ کرلیا جاتا ہے، لہٰذا یہاں مشابہت بہ خلق اللہ نہیں پائی جاتی بلکہ یہ حَبْس الظل ہے جو ناجائز نہیں۔

مصر اور بلادِ عرب کے بہت سے علما نے اس بارے میں ان کی تائید بھی کی ہے، لیکن علما کی اکثریت نے اس زمانے میں بھی اور بعد میں بھی، خصوصاً ہند وپاک کے علما نے ان کے استدلال کو قبول نہیں کیا ہے اور ان کا یہی موقف ہے کہ مشابہت بہ خلق اللہ ہر صورت میں متحقق ہوجاتی ہے، چاہے تصویر کیمرے سے بنی ہو یا ہاتھ سے۔ لہٰذا جمہور علما کے نزدیک واضح یہی ہے کہ کیمرے کی تصویر کا وہی حکم ہے جو ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر کا ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے، البتہ اس اختلاف سے ایک بات یہ سامنے آتی ہے کہ یہ مسئلہ دو وجہ سے مجتہد فیہ معاملہ بن گیا ہے۔ ایک تو امام مالک کا اختلاف ہے، دوسرے علامہ بخیط کا فتویٰ موجود ہے اگرچہ وہ فتویٰ ہمارے نزدیک درست نہیں۔ لیکن بہر حال ایک جدید شے کے بارے میں ایک متورّع عالم کا قول موجود ہے، اس لیے یہ مسئلہ مجتہد فیہ بن گیا۔ (درسِ ترمذی: ۳۵۰/۵)

نیز کیمرے کی تصویر اگر صرف جسم کے اوپر کے نصف کی ہو جس میں پیٹ موجود نہ ہو تو مسئلہ میں مزید تخفیف ہوجائے گی، کیونکہ یہ حنابلہ کے یہاں جائز ہے یا بعض شوافع واحناف کے نزدیک بھی "وإن قطع منه ما لا يبقى الحيوان بعد ذهابه كصدره وبطنه لم يدخل تحت النهي" (المغنی: ۷/۷)

''اگر تصویر سے ان اعضا کو کاٹ دیا جائے مثلاً سینہ، پیٹ جن کے کٹنے کے بعد زندگی باقی نہیں رہتی یا اس کے بدن کو سر سے جدا کر دیا جائے، تو اس وقت یہ تصویر ممانعت میں داخل نہ ہوگی۔''

لكنها غيرت من هيئتها إما بقطعها من نصفها أو بقطع رأسها فلا امتناع

(فتح الباری: ۱۰/۳۹۴)

''لیکن اگر تو نے اس کی ہیئت کو بگاڑ دیا، سر کو کاٹ کر یا نصف جسم سے کاٹ کر، تو ایسی صورت میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔''

لو قطعت من ذي الروح لما عاش دل ذلك على إباحة

(فتح الباری: ۱۰/۳۹۵)

''اگر جاندار کی تصویر کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ اس صورت میں جاندار زندہ نہ رہ سکے تو پھر یہ فعل ایسی تصویر کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔''

أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه

(درّ مختار: ۲/۴۱۸)

''یا سر بریدہ ہو، یا چہرہ غائب ہو، یا کوئی ایسا عضو مٹا ہو جس کے بغیر زندگی محال ہے۔''

ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر

جس کیمرے میں تصویر والے نیگٹیوز نہیں ہوتے ہیں بلکہ اس میں صرف برقی شعائیں خاص ترتیب سے محفوظ ہوتی ہیں جیسے ڈیجیٹل کیمرہ تو اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ شعاعیں کسی کاغذ پر پرنٹ نہ ہوں تو اس وقت تک ان شعاؤں کو تصویر قرار دینے میں علما کی دورائیں ہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق اُنہیں تصویر قرار دینے میں تامل ہے، لیکن جب ان شعاؤں کو کسی کاغذ پر پرنٹ کیا جائے گا تو وہ تصویر کے حکم میں ہی ہوں گی۔

(فتویٰ دار العلوم کراچی: ج ۲۴/ص ۱۷)

ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی تصاویر

ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی تصاویر کی تین قسمیں ہیں:

① پہلی قسم وہ ہے کہ ٹیلی ویژن پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود

ہے۔اس کو بڑا کر کے ٹی وی سکرین پر دکھایا جا رہا ہے تو یہ تصویر نہیں بلکہ تصویر کا ظل اور سایہ ہے، جیسا کہ کویتی موسوعہ فقہیہ میں ہے:

"ومن الصّور غير الدائمة ظل الشيء إذا قابل أحد مصادر الضوء . . . ومن الصور غير الدائمة الصور التليفزيونية فإنها تدوم ما دام الشريط متحركًا فإذا وقف انتهت الصورة" (الموسوعة الفقهية: ج۱۲/ص۹۳)

''غیر دائمی تصاویر میں سے شے کا سایہ بھی ہے جب اس کو روشنی کے مرکز کے بالمقابل کھڑا کیا جاتا ہے...... ایسے ہی غیر دائمی تصاویر میں ٹی وی کی تصاویر بھی شامل ہیں کیونکہ یہ اسی وقت تک ہی باقی رہتی ہیں، جب تک کیسٹ چلتی رہتی ہے، جب کیسٹ رک جاتی ہے، تصویر بھی رک جاتی ہے۔''

② دوسری قسم وہ ہے جس میں فلم کا واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا۔ بلکہ براہِ راست وہ چیز ٹیلی ویژن پر کاسٹ کی جاتی ہے مثلاً ایک آدمی ٹی وی سٹیشن میں بیٹھا ہوا تقریر کر رہا ہے۔ یا کسی اور جگہ تقریر کر رہا ہے اور ٹی وی کیمرے کے ذریعے براہِ راست اس کی تقریر اور اس کی تصویر ٹی وی سکرین پر دکھائی جا رہی ہے۔ درمیان میں فلم اور ریکارڈنگ کا کوئی واسطہ نہیں تو یہ بھی تصویر کے حکم میں نہیں۔ کیونکہ تصویر وہ ہوتی ہے جس کو کسی چیز پر علیٰ صفت الدوام، ثابت اور مستقر کر دیا جائے۔ لہٰذا اگر وہ تصویر علیٰ صفت الدوام کسی چیز پر ثابت اور مستقر نہیں ہے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے بلکہ عکس ہے۔ لہٰذا براہِ راست دکھائی جانے والی تصویر عکس ہے، تصویر نہیں۔ مثلاً کوئی شخص یہاں سے دو میل دور ہے اور اس کے پاس ایک شیشہ ہے، اس شیشہ کے ذریعے وہ یہاں کا منظر دیکھ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ شخص دو میل دور بیٹھ کر شیشے میں یہاں کا عکس دیکھ رہا ہے، وہ تصویر نہیں دیکھ رہا ہے، اس لیے کہ یہ عکس کسی جگہ پر ثابت اور مستقر علیٰ صفت الدوام نہیں بالکل اسی طرح براہِ راست ٹیلی کاسٹ کرنے کی صورت میں برقی ذرات کے ذریعہ انسان کی صورت کے ذرات منتقل کئے جاتے ہیں، پھر ان کو سکرین کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے، لہٰذا یہ عکس ہے تصویر نہیں۔

③ تیسری قسم وہ ہے جو ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے۔ یعنی ایک تقریر اور اس کی

تصاویر کے ذرّات کو لے کر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کر لیا۔ اور پھر ان ذرات کو اسی ترتیب سے چھوڑا تو پھر وہی منظر اور تصویر نظر آنے لگے۔ اس کو بھی تصویر کہنا مشکل ہے، اس لیے کہ جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے، وہ صورۃ نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آئے گی۔ اس لیے یہ تیسری قسم بھی تصویر کے حکم مین نہیں آتی۔

(درسِ ترمذی: ص ۳۵۱،۳۵۲)

في تكملة فتح الملهم: إن صورة التلفزيون والفيديو لاتستقر على شيء في مرحلة من المراحل إلا إذا كان في صورة فيلم. فإن كانت صورة الإنسان حية بحيث تبدو علىٰ الشاشة في نفس الوقت الذي يظهر فيه الانسان أمام الكيمراء فإن الصورة لا تستقر على الكيمراء ولا علىٰ الشاشة الأصلي وإنما هي أجزاء ثم تنفي وتزول إما إذا احتفظ بالصورة في شريط الفيديوفإن الصورة لا تنقش علىٰ الشريط وإنما هي تحفظ الأجزاء الكهربائية التي ليس فيها صورة فإذا ظهرت هٰذہ الأجزاء علىٰ الشاشة ظهرت مرة أخرىٰ بذلك الترتيب الطبع ولكن ليس لها ثبات ولا مستقرا على الشاشة وإنما هي تظهر وتفنى. فلايبدو إن هناك مرحلة من المراحل تنقش فيها الصورة علىٰ شيء بصفة مستقرة أو دائمة وعلىٰ هذا متزين هٰذه الصورة، فذلك الصورة المستقرة شكل.

(تكملة فتح الملهم: ٤/ ١٦٧ـ ١٦٨)

"تکملہ فتح الملھم میں ہے کہ ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر کسی بھی مرحلہ میں کسی چیز پر استقرار نہیں پکڑتی، الا یہ کہ وہ فلم کی صورت میں ہو۔ چنانچہ جب زندہ انسان کی تصویر ہو تو وہ اسی وقت تک سکرین پر نظر آتی رہتی ہے جب تک انسان کیمرے کے سامنے کھڑا رہتا ہے۔ وہ تصویر نہ تو کیمرے میں استقرار حاصل کرتی ہے اور نہ ہی سکرین پر۔ یہ تصویر تو برقی اجزا ہوتے ہیں جو آخر کار ختم ہو کر زائل ہو جاتے ہیں۔ البتہ جب تصویر کو ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کر دیا جائے تب بھی تصویر وہاں پر نقش نہیں ہوتی، بلکہ وہ برقی ذرات ہی ہوتے ہیں جن میں

کوئی صورت نہیں ہوتی۔ جب ان برقی ٹکڑوں کو دوبارہ سکرین پر ظاہر کیا جاتا ہے تو پھر وہ اسی ترتیبِ طبع کے مطابق ہی دوبارہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن تب بھی ان کا سکرین پر کوئی دوام اور استقرار نہیں ہوتا بلکہ وہ ظاہر ہوتی اور فنا ہوتی رہتی ہے۔ الغرض یہاں کوئی بھی ایسا مرحلہ نہیں جس میں تصویر کسی شے پر مستقل اور دائمی صورت میں محفوظ رہے۔ یہی نوعیت تصویر کو خوبصورت بنانے والوں کے ہاں بھی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ دائمی اور برقرار رہنے والی تصویر ہی شکل کہلا سکتی ہے۔''

تصویر دیکھنے کا حکم

جن تصاویر کا بنانا اور رکھنا ناجائز ہے، ان کا ارادہ اور قصد کے ساتھ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ البتہ تبعاً نظر پڑ جائے تو مضائقہ نہیں جیسے کوئی اخبار یا کتاب مصور ہے تو مقصود اس کتاب و اخبار کو دیکھنا ہے۔ اگر بلا ارادہ تصویر بھی سامنے آجاتی ہے تو اس کا مضائقہ نہیں۔

(جواہر الفقہ: ۲۳۹/۳)

تصویر کی حرمت قطعی یا ظنی؟

جس تصویر کی حرمت پر اجماع ہے مثلاً بت و مجسمہ تو اس کی حرمت قطعی ہے اور جس تصویر کی حرمت مختلف فیہ ہے مثلاً غیر مجسم منقوش تصاویر تو اس کی حرمت ظنی ہے قطعی نہیں، کیونکہ جن نصوص سے ان کی حرمت کا استدلال کیا جائے گا وہ عام مخصوص منہ البعض کی قبیل سے ہوں گی اور عام مخصوص منہ البعض سے حکم قطعی کی بجائے حکم ظنی ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ عام مخصوص منہ البعض میں تخصیص کے بعد شبہ اور احتمال پیدا ہو جاتا ہے:

ذهب جمهور الحنفية منهم أبو الحسن الكرخي وأبوبكر الجصاص وعامة مشائخ العراقيين وأبوزيد الدبوسي وأكثر مشائخ ما وراء النهر البزدوي والمتأخرون كلهم إلى أن دلالته على كل فرد قطعية قبل التخصيص وأما اذا دخله التخصيص ولو مرة فيكون ظنيًا. وذلك إذا لم يكن المخصص دليل العقل وإلا لا يخرج عن كونه قطعيًا.

(تیسیر الاصول: ص ۱۰۷، اصول الشاشی)

''جمہور حنفی فقہا، مثلاً ابوالحسن کرخی، ابوبکر جصاص اور عام عراقی مشائخ: ابوزید دبوسی، ماوراالنہر

کے اکثر مشائخ: بزدوی اور متاخرین وغیرہ سب کے ہاں عام کی اپنے ہر جز پر تخصیص سے قبل دلالت قطعی ہوتی ہے۔البتہ اگر اس پر تخصیص داخل ہوجائے، اگرچہ ایک بار ہی کیوں داخل نہ ہوتو پھر یہ دلالت ظنی ہوجاتی ہے۔ بشرطیکہ تخصیص کرنے والی دلیل محض عقلی نہ ہو، اس کے ماسوا عام اپنے افراد پر قطعی دلالت سے کبھی باہر نہیں نکلتا۔''

فروغِ اسلام کے لئے الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کرنا

اس موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس ضمن میں استعمال کی جانے والی فقہی اصطلاحات کا ایک اُصولی مفہوم اور ان کا شرعی حکم اور حیثیت پر ایک نظر ڈال لی جائے:

▣ (**الضرورة**) هي عند الأصولين الأمور التي لا بد منها في قيام مصالح الدين والدنيا بحيث إذا فقدت لم تجز مصالح الدين والدنيا على استقامة بل على فساد وتهارج وفوت حيات وفي الآخرة فوت النجاة والنعيم والرجوع بالحشران. (**الضروريات**) وهي خمسة:① حفظ الدين ② حفظ النفس③ وحفظ العقل④ وحفظ النسب⑤ وحفظ المال

(المصطلحات والألفاظ الفقهية: ٢/ ٤١٠)

''اہل اصول کی اصطلاح میں 'ضرورت' وہ اُمور کہلاتے ہیں جن پر دین و دنیا کے مصالح موقوف ہوں کہ ان کے فوت ہونے سے مصالح دینی و دنیوی صحیح و درست طریقہ پر انجام نہ پاسکیں مثلاً جہاد کی مشروعیت، حفاظتِ دین و حفاظتِ نفس و حفاظتِ مال وغیرہ کے لیے ہوتی ہے۔''

▣ (**الاضطرار**) هوالخوف علىٰ النفس من الهلاك علما أو ظنا أو بلوغ الإنسان حدًا إن لم يتناول الممنوع يهلك، هٰذا حد الإضطرار

(المصطحات والألفاظ الفقهية:٢١٣/١)

''جب جان کے ضیاع کا یقین یا ظن غالب ہوجائے یا انسان ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ اگر ممنوع کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہوجائے تو اسے اصطلاح میں اضطرار کہا جاتا ہے۔''

▣ (**الحاجة**) بأنها ما يفتقر إليه من حيث التوسعة ورفع للضيق المودي في الغالب إلى الحراج والمشقة اللاحقة بقوت المطلوب فإذا لم تراع

دخل على المكلفين على الجملة الرج والمشقة . قال الزركشي وغيره: الحاجة كالجائع الذي لولم يجد ما أكل لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة وهذا لا بيح المعوم؟؟؟ والفرق بين الحاجة والضررة إن الحاجة إن كانت حالة جهد ومشقة منهي دون الضرورة ومرتبتها أدنى منها ولايتأتى بفقدها الهلاك (المصطلحات والألفاظ الفقهية ١/ ٥٤٩)

''حاجت وہ اُمور کہلاتے ہیں جس کا انسان پیش آنے والی مشقت وتنگی کو دور کرنے کے لیے محتاج ہوتا ہے۔''

ضرورۃ واضطرار کا حکم

ضرورت و اضطرار فقہاے کرام کے نزدیک ایک ہی ہیں۔یعنی ممنوع چیز کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہوجائے گا یا ہلاکت کے قریب یا ضروریاتِ خمسہ میں کوئی فوت ہوجائے گا۔ البتہ حالتِ ضرورت اور اِضطرار میں حرام وممنوع چیزوں کا استعمال مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہوجاتا ہے:

① حرام چیز کے استعمال نہ کرنے کی صورت میں مذکورہ ضروریاتِ خمسہ میں سے کسی ایک کے ضیاع کا خطرہ ہو۔

② یہ خطرہ موہوم نہ ہو بلکہ یقین وظن غالب کے درجہ میں ہو۔

③ اس حرام چیز کے استعمال سے ضروریاتِ خمسہ میں سے پیش آمدہ ضرورت کے پورا ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو۔

④ حرام وممنوع چیز کے علاوہ اس ضرورت کو پوری کرنے والی کوئی حلال چیز میسر نہ ہو۔

⑤ اس حرام چیز کو صرف اس قدر استعمال کیا جائے جس سے ضرورت پوری ہوجائے۔

(مستفاد فتاویٰ دار العلوم کراچی: ۱۵/۷/۱۴۲۶ھ)

حاجت کا حکم

حاجت کے معنی یہ ہیں کہ اگر ممنوع چیز استعمال نہ کرے تو ضروریاتِ خمسہ (دین، نفس، عقل، نسب اور مال) کے ضیاع کا خطرہ تو نہیں، لیکن مشقت اور حرج ضرور ہوگا۔اور کسی ناجائز

چیز کے استعمال سے مشقت دور ہو سکتی ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے بشرطیکہ اس سے کسی صریح حکم کی مخالفت نہ ہو اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی حکم کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہ ہو اور اس کے ناجائز ہونے میں علما کا اختلاف ہو، ایسی صورت میں اگرچہ جائز ہونے کا قول مرجوح ہو، لیکن حاجت کے وقت اس پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، مثلاً تصویر کی اجازت پاسپورٹ کے لیے، شناختی کارڈ کے لیے یا مجرم کی شناخت وتعین کے لیے۔

(فتاویٰ دار العلوم کراچی: ۱۵/۷/۱۴۲۶ھ)

مذکورہ بالا تصورات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی نشریات کے لیے ٹیلی ویژن کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے، کیونکہ ٹیلی ویژن کی وضع خاص صرف لہو ولعب ہی کے لیے نہیں بلکہ دوسری کارآمد اور مفید باتوں کے لیے بھی ہے یعنی ٹیلی ویژن سے ممانعت نہی لعینہٖ کی بجائے نہی لغیرہٖ ہے۔ لہٰذا اسلامی نشریات کے لیے محدود شرعی چینل کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوًا﴾ (سورۃ لقمان: ۶)

(اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اس کو ہنسی) کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ ''جس سامان کو جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے، اسکی تجارت جائز ہے۔'' (معارف القرآن ۷/۲۳)

لہٰذا درج ذیل شرائط کے ساتھ اسلامی ٹی وی چینل قائم کرنے کے بارے میں مشاورت کی جانی چاہئے:

① اس چینل پر فلم اور گانے پیش نہ کئے جاتے ہوں۔

② ترجمان اور خبر دینے والا مرد ہو۔

③ صرف جائز خبریں پیش کی جاتی ہوں۔

④ ذی روح کی تصویر سے حتی الامکان احتراز کیا جاتا ہو۔

تو پھر مسلمان اپنا علیحدہ ٹی وی چینل قائم کر سکتے ہیں اور ملی جماعتوں کے پروگراموں اور مجالس کو ملک وقوم تک پہنچانے کے لیے مذکورہ حدود میں رہتے ہوئے ٹی وی کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب